اکتبر سنہ ۱۹۰۱

سری رام لیلا

مصنفہ منشی دوارکا پرشاد صاحب افق ملک الشعرا لکھنوی

رام کے نام سے آرام کی صورت دیکھی　　آنکھ سے عزت و اکرام کی صورت دیکھی
دیدۂ دل نے جو اس نام کی صورت دیکھی　　چشم باطن نے سری رام کی صورت دیکھی
رفع ہو رنج اگر لب پہ رکار آ جائے
مکتی مل جائے زباں پر جو مکار آ جائے

جو بشر کرتا ہے سیتا کا لقب ورد زباں　　زخم دل سیتا ہی مٹ جاتی ہے ایذا ہی نہاں
منھ سے نکلا جو رسالش پوری ہوئی سب ارماں　　دست رحمت سے سیانے سیا چاک ٹاٹ ماں
جانکی جی کا جہاں نام زباں پر آیا
جان کی خیر ہوئی مقصد دل بر آیا

پاپ ان ناموں کو رٹ لینے ہی کٹ جاتا ہے　　ہاتھ سے پاٹ یم رنج کا گھٹ جاتا ہے
ٹاٹ افلاس و فلاکت کا الٹ جاتا ہے　　آ کے جمراج سرہانے سے پلٹ جاتا ہے
نام ان ناموں سے رہتا نہیں بدبختی کا
نام مٹ جاتا ہے تشویش و غم و سختی کا

دل پھڑک اٹھا جہاں رام کی جانکی دیکھی　　کھلیں آنکھیں جو وہ چھب آنکھوں بانکی دیکھی
دوش پر زینت شاہانہ کمان کی دیکھی　　سرنگیں چشم میں تصویر رساں کی دیکھی
سانولے رنگ میں چہرہ کی چمک ملتی ہے
ابر میں روشنئ برق فلک ملتی ہے

ضو فشاں راج سنگاسن پہ عقیق و الماس　　مسند زر پہ تہ چتر مکلل اجلاس
شترہن اور بھرت قوت بازو چپ و راس　　جانکی بائیں طرف پہنے عروسانہ لباس
مورچھل سر پہ لکھن آٹھ پہر جھلتے ہیں
سری بجرنگ مہابیر چنور جھلتے ہیں

جانکی جی کے لئے فرش پلک رہتی ہے　　ہے بنا گوش میں کنڈل کی جھلک رہتی ہے
رخ پر نور میں کندن کی دمک رہتی ہے　　چاند سورج میں کف پا کی چمک رہتی ہے
منفعل چاند سدا شب کو کا تلک سے دیکھا
جس نے دیکھا اسے خورشید کی شکل سے دیکھا

ہے مبارک وہ بشر جس نے یہ چھب دیکھی ہے خوبی چشم سیہ سرخی لب دیکھی ہے
آنکھ سے مہینت نام ولقب دیکھی ہے رام آئے ہیں نظر جسے کوی جب دیکھی ہے
غم دنیا غم فردا غم عصیاں نہ رہا
دیوتا ہوگیا انساں سے وہ انساں نہ رہا

مندروں میں بھی جسے اہل نظر دیکھتے ہیں یوں نرا کار کو ساکار بشر دیکھتے ہیں
سنگ میں نور ازل جا بجا شرر دیکھتے ہیں اس طرف رام کو صورت کو ادھر دیکھتے ہیں
چشم دل کو وہی تصویر نظر آتی ہے
سامنے صورت رگھبیر نظر آتی ہے

کبھی گہوارہ میں رگھبیر کو مچلتے دیکھا کبھی ماں باپ کی آغوش میں پلتے دیکھا
کبھی صحرا میں کبھی گھٹنوں چلتے دیکھا سر اعدا کبھی قدموں سے کچلتے دیکھا
کبھی تو کھنڈ دھنش کے لئے رگھناتھ ملے
کبھی تنہا ملے سیتا کے کبھی ساتھ ملے

کیا کہیں چشم تصور جو سماں دیکھتی ہے رام ملتے ہیں جدھر اور جہاں دیکھتی ہے
شیشہ کے بیچ پہ کبھی جلوہ کناں دیکھتی ہے کبھی دل میں کبھی قرب رگ جاں دیکھتی ہے
کبھی مورت میں وہی موہنی مورت دیکھی
کبھی آنکھوں میں وہی سانولی صورت دیکھی

اس تصور کا نظر نے جو نظارہ دیکھا اوج پر خوبی قسمت کا ستارہ دیکھا
آنکھ نے صدق عقیدت کا اشارہ دیکھا رام لیلا میں وہی جلوہ دوبارہ دیکھا
واہ وا شان ہے کیا دھرم کے اس اُتسب کی
ہوگیا جنم سپھل کھل گئیں آنکھیں سب کی

جلوے آئے جو تریتا میں نظر بیتا ئم کو شو کو سنکادک کو نارد کو زن گوتم کو
نل کو سگریو کو انگد کو سری بکرم کو رام لیلا نے وہی آج دکھائے ہم کو
دیوتوں کے جو سروپ اس میں نظر آتے ہیں
پریم کے اشک ہر اک آنکھ میں بھر آتے ہیں

ہر طرف دور تریتا کی ہوا آتی ہے ہفت افلاک سے جے جے کی صدا آتی ہے
محفل اندر سے آواز غنا آتی ہے پاؤں چھونے کو پون سُت کی صبا آتی ہے
جنم و سرت کا سپھل ہوگیا تپ کے پھل سے

عقدہ حل ہو گیا قدرت کا جنک کے ہل سے

حد سے راون کے مظالم کی جو گذری تعداد | پرتھوی سے نہ اٹھا کوہ جفا و بیداد
چھیر ساگر پہ گئو بنکے گئی - کی فریاد | بشن جی کی نظر رحم سے چاہی امداد

ہوا الہام نہ گھبرا میں خبر لیتا ہوں
جنم اجودھیا کے مہاراج کے گھر لیتا ہوں

ہوئی رکھرا سے شرنگی کی ریاضت اکسیر | راجہ دسرت کی مہارانیوں نے کھائی کھیر
عالم افروز ہوئے مثل مہ و مہر منیر | سترہن - بھرت لکھمن اور سیاپت رگھبیر

دھرم میں چار عناصر کے یہی بانی ہیں
چار ویداں کے یہی محو ثنا خوانی ہیں

مچ گئی دھوم زمانے میں کہ اوتار ہوا | ذات ہے جسکی نراکار وہ ساکار ہوا
نظر افروز جہاں روئے پر انوار ہوا | کہہ و مہ جرعہ کش شربت دیدار ہوا

آسماں بدلا زمیں بدلی - زمانہ بدلا
ہوا تبدیل مکاں صاحب خانہ بدلا

جگمگا اٹھا کف پا کی ضیا سے رنواس | ہوا بیکنٹھ اودھ دیش اجودھیا کیلاس
طرفہ تھے کھیل کا بل اور عجب راس بلاس | دیوتا رہتے تھے حاضر پئے خدمت چپ و راس

خلق کی آنکھ کے پردے تھے بچھونے انکے
چاند سورج تھے لڑکپن میں کھلونے انکے

علم پڑھکر جو یہ استاد کے استاد ہوئے | پھول اٹھی دلمیں سری گاوہ دلشاد ہوئے
راجہ دسرت سے ملے شاکی بیداد ہوئے | طالب رام و لکھمن - سائل امداد ہوئے

سر تسلیم شہنشہ کو جھکانا ہی پڑا
رکھ کے ہمراہ لکھمن رام کو جانا ہی پڑا

یگیہ کرتے تھے جو رکھ گاوہ ہو شام پگاہ | تاڑکا جلتی تھی - کر دیتی تھی سامان تباہ
آکے رخ کرتے تھے دکھ دیتے تھے پاپی و سیاہ | تھا اماں کا کوئی رستہ نہ کوئی امن کی راہ

کاٹ کرتی تھی زباں تیغ ستمگاری کی
رکھ کو منظور تھی پاداش دل آزاری کی

بن میں آ کر کیا جگ لیکے سری بشن کا نام | ہوئے لچھمن جو نگہبان تو محافظ ہوئے رام
سنکے دوڑا دے دیت مچگیا ہنگامہ عام | رام نے تیر سے ہر اک کا کیا کام تمام

جو کوئی آ گیا زد پہ ہوا کمزور - گرا
اُڑ کے مانند فقط قرب یم شور گرا

اندنوں موہوم و حشمت جگ کی جنکپور میں تھی | روشنی رخ سیتا مہ پر نور میں تھی
ہوس عقد - دل قیصر و فغفور میں تھی | قوس توڑیں - یہ سمائی سر مغرور میں تھی
گاؤ وشسٹ نے جو سنا عزم جنکپور کیا
ساتھ رگھبیر و لچھمن کے سفر دور کیا

رام کا چشمۂ قدرت تھا سفر میں جاری | راہ میں خاک کف پا سے اہلیا تاری
پہنچے متھلا تو سوئمبر کی ملی تیاری | آئی دیدار کو دوڑی ہوئی خلقت ساری
باغ میں الفت سیتا ہوئی چار آنکھوں سے
دونوں دیکھا کئے جلووں کو ہزار آنکھوں سے

جب سوئمبر ہوا ہر کھنڈ سے مہپال آئے | دیوتا آئے سلاطین خوش اقبال آئے
ایسے مست مے زور ایسے قوی بال آئے | پاؤں رکھدیں جو سر خاک تو بھونچال آئے
لیکن انداز گرانی کماں ہل نہ سکا
لاکھ بل بل کے کیا زور دھنک ہل نہ سکا

پانی پانی ہوئے سب شرم سے قسمت پھوٹی | زرد رخ ہو گئے چہرے پہ ہوائی چھوٹی
ہوش اڑ گئے پست ہوا حوصلہ ہمت ٹوٹی | ڈھاک مٹی میں ملی کھل گئی شیخی جھوٹی
سری تھلیش کا اس رنگ سے جی چھوٹ گیا
ہمتیں ٹوٹی ہوئی دیکھ کے دل ٹوٹ گیا

گرچہ غصہ سے سلاطین زرہ پوش پہ تف | مجمع زور و ہنر و ہوش پہ تف
دست و بازو پہ ہے زور فلک اندوش پہ تف | ہمت و حوصلہ و عزم پہ تف تھا جوش پہ تف
منہ دکھانے کی کسیکو کوئی صورت نہ رہی
چوڑیاں ٹوٹ گئیں مونچھ کی غیرت نہ رہی

تاب ان باتوں سے آئی نہ سری لچھمن کو | لبش کا چلہ پڑا قہر بھری چتوں کو
تمتماہٹ نے کیا سرخ رخ روشن کو | نہ رکا جوش اٹھے چھوڑ کے سنگھاسن کو
بولے تھلیش کا یہ منہ ہے کہ بولا ایسا منہ
میری طاقت ابھی دیکھے تو اتر جائے منہ
دم وہ ہے کوہ الٹ جائیں جو ٹکر دوں میں | تہ و بالا طبق خاک و فلک کر دوں میں

ٹھیک کچھ دیر ہو نہ ہو ہوش جنک کر دوں میں — سارے برہمانڈ میں اس قوس کو چکر دوں میں

رام نے غیظ نگہ کر کے اشارہ روکا
نہ دکھانے دیا محشر کا نظارہ روکا

خود گرومیشر کے اشارہ سے سر رام اٹھے — کر کے مرشد کو لب عجز سے پرنام اٹھے
بہر تعظیم مہاراجہ عظام اٹھے — دست محلات دعا کو لب بام اٹھے

رام کے زور سے شہزوروں کا جی چھوٹ گیا
دست نازک سے اٹھاتے ہی دھنک ٹوٹ گیا

آنکھ نیچی ہوئی راجوں کی سر ہی رگھبر سے — راکشش سہم گئے کانپ اٹھے تھے ڈر سے
آئیں جے جے کی صدائیں لب ہفت اختر سے — ڈنڈبھی بجنے لگے پھول فلک سے برسے

جانکی جی کی عیاں خوبی اقبال ہوئی
رام کے زیب گلو ہاتھ کی جو مال ہوئی

سنکے یہ حال سر بزم پرسرام آئے — آئے یوں موت کا جیسے ہو پیغام آئے
سب پہ غراتے ہوئے جلوت ضرغام آئے — مثل شامت صفت گردش ایام آئے

بولے دل آج میرا کس نے جنک توڑ دیا
سچ بتا کس نے سدا شیو کا دھنک توڑ دیا

شعلے چہرے پہ حرارت سے بھڑک اٹھتے تھے — چشم پرقہر میں انگارہ دہک اٹھتے تھے
صاعقے ہاتھ کے پرسے میں چمک اٹھتے تھے — منہ میں جو آتا تھا بے ساختہ بک اٹھتے تھے

خوف ہر ایک کی کم نبض کئے دیتا تھا
طنطنہ روح جنک قبض کئے دیتا تھا

جرأت و زور میں جو فرد سمجھا یکتا تھا — خوف کے مارے وہ ذرا سانس نہ لے سکتا تھا
تھرتھری جسم میں تھی جان نکلتی سکتا تھا — سب کے رخ ڈھیلے تھے ایک ایک کا منہ تکتا تھا

بولتا تھا نہ کوئی بزم میں خاموشی تھی
چشم پوشی تھی۔ نظرپوشی تھی روپوشی تھی

شیر بپھرا تھا جبھی صرف لکشمن نے ٹوکا — چھتری جوش نہ رد کے سے رکا گو روکا
بولے جھگڑنے کا نہیں ٹوٹا دھنک اب شیو کا — سامنا خوب ہوا دونوں میں غرض ان دو کا

بات میں بات نکل آتی تھی تکراریں تھیں
میان سے نکلی ہوئی دونوں کی تلواریں تھیں

میٹھی باتوں میں گھن زہر اُگل دیتے تھے — بات کرنے ہی جگہ جھگڑے سے مل دیتے تھے
اور کبھی اینٹھی ہوئی رسّی کو بل دیتے تھے — رنگ انقر بذلہ افشا سے بدل دیتے تھے

ہوئی مُتراض سخن منہ کو جو کھُلتے دیکھا
زہر سے میان میں پرت کو جو تُلتے دیکھا

آتش قہر سے وال سر گرُو پے جلتی تھی — بس نہ تھا بات بنانے کو اَنی ٹلتی تھی
لاکھ دال اپنی گلاتے تھے نہیں گلتی تھی — تیغ لچھمن کا نہ تھا ایسا کہ نہ کچھ چلتی تھی

دل میں کانٹے کیطرح بول کھٹک جاتا تھا
جسم میں زہر تبسم سے چھٹک جاتا تھا

رنگ بگڑا ہوا گھبرانے جو دیکھا بھالا — آتش قہر کے گُل کرنے کو پانی ڈالا
آنے والی جو بلا سر پہ تھی اُس کو ٹالا — یوں پرسرام سے بولے کہ جناب والا

اب دھنک ٹوٹ چکا عفو خطا ہو کہ نہ ہو
سر تسلیم ہے خم حکم سزا ہو کہ نہ ہو

ولپہ اس فقرۂ تہذیب نے جادو ڈالا — حلم نے چشم حقیقت کا ہٹایا جالا
بولے یوں دیکھے دھنک قوس قزح سی اعلےٰ — یہ جو چڑھا ہے تو ہوں قائل ذات والا

رام نے چلہ چڑھاتے ہی دھنک تان لیا
بشن کا روپ پرسرام نے پہچان لیا

تاب نظارۂ انوار نہ دم بھر آئی — گئے جنگل میں صفت رام کے لب پر آئی
راجہ دسرت کی پھر امید دلی بر آئی — رام بیاہے گئے چھوٹی سی بہو گھر آئی

چھپیر ساگر کا اجُدھیا میں سماں دیکھ لیا
گھر میں نور قدم بشن درباں دیکھ لیا

بعدہٗ چرخ ستمگر نے ستمگاری کی — سری رگھناتھ نے بن باس کی تیاری کی
ٹھہری جب رام کے اعزاز جہانداری کی — دفعتہً چھائی دل کیکئی پر تاریکی

روئی ہیٹی کہ سری بھرت کو کُل راج ملے
رام بن باس کریں اور انہیں تاج ملے

طیب خاطر سے سری رام کو تھا دھرم کا پاس — کیکئی کا کیا شکوے کے عوض شکر و سپاس
نہ ہوا رنج نہ کچھ ملکر نہ کچھ ڈر نہ ہراس — دل سے منظور کیا چودہ برس کا بن باس

مستعد دشت نوردی کو جو رگھناتھ ہوئے

جانکی جی ہوئیں ہمراہ لکھن ساتھ ہوئی

رنگ دکھا گیا مہاراجہ دسرت کو سراپ — طائر جان غم فرقت میں اُڑا آپ سے آپ
جب ہوئی روز عزا ختم ہوا بھرت ملاپ — رانیاں ملتی تھیں یہ گھنا تھے کر کر کے بلاپ

منتیں کرتے تھکے مگر بن سے نہ رگھبر پلٹے
بھرت بھائی کی کھڑاوں کو لیے گھر پلٹے

جا بجا رام نے کی سیر پھرے جنگل میں — جنم کپوٹ کا کیا جا کے سپھل اک پل میں
بھگت کا پایا مزہ شبری کے جھوٹے پھل میں — مینرپال بن گئے رگھومن گئے جس استھل میں

بعدہ پنچ بٹی جا کے اقامت رکھی
صید و شکار گشت کی تفریح سے رغبت رکھی

شپنکھا بھیس بدل کر پئے شادی آئی — دیکھا نہ بیرہ نے تو چار آنکھ نہ کی شرمائی
عرض گستاخ سے ناراض ہوئے رگھورائی — کاٹ لی ناک لکھمن کو نہ ذرا تاب آئی

رن میں لے آئی اجل گھیر کے کھردوکھن کو
رام نے قتل کیا تیر سے ہر دشمن کو

حال راون نے سنایہ تو چڑھا جن سر پر — بل پڑے صورت گیسوئے حسین تیور پر
ہاتھ ڈالا نہ گیا تیغ ظفر پیکر پر — آ کے دار وہوا ماریچ دیت کے در پر

لا کے فقرے سے بیاباں میں چرایا اُسکو
سحر و افسوں سے کپٹ مرگ بنایا اُسکو

کی جو پیش نظر آہوئے صبا کی رفتار — رام خود تیر و کماں لیکے اٹھے بہر شکار
دور بھاگا جو ہرن موت ہوئی سر پہ سوار — چیخ اٹھا یوں جگر ایسا ہوا ناوک سے فگار

آؤ لچھمن کہ رواں روح ہوئی جاتی ہے
صلب جان تن مجروح ہوئی جاتی ہے

سری لچھمن نے بن جانے سے انکار کیا — جانکی جی نے نہ مانا مگر اصرار کیا
گئے لچھمن تو فلک نے جگر افگار کیا — بے منڈے بیل وشان کی چڑھی اربیا

نہ ڈرا کچھ سری لچھمن کو نہ رگھورائی کو
لے اُڑا فقرے سے چکمے سے سیا مائی کو

لیکے صید آئے لکھن رام تو روسے بلکے — جان اُڑ ہی رہ گیا سینے میں کلیجہ ہلکے
جو رکی فکر میں ارمان نکالے دل کے — ہر طرف آنکھوں نے دوڑائے کنوئیں ہلکے

عزت دشت فزوں برہنہ پائی سے ہوئی
بڑھے آگے تو ملاقات جٹائی سے ہوئی

رام کا بھگت تہ دل سے یہ منت پر تھا — دل وہاں پر تھا فدالیش کا وہیں گھر تھا
جب گئے رام تو بیتاب تھا یہ مضطر تھا — جسم سے جان نکلنے کو تھی حال ابتر تھا

رام سے بولا کہ قدموں پہ فدا ہوتا ہوں
پئے سیتا ہدف تیر قضا ہوتا ہوں

لے کے سیتا کو جو لنکیش ادھر سے گذرا — وہ ہوا غم نہ جو اس سن میں نظر سے گذرا
بڑھا اس درجہ یہ اشک کہ سر سے گذرا — میں لڑا خوب مگر تیر جگر سے گذرا

یہ کہا ہی تھا کہ چل بارتے دم ٹوٹ گیا
روح سُرپُر میں گئی جسم یہیں چھوٹ گیا

کر کے کریا کرم آگے بڑھے رگھبیر رنجور — ہوا افزوں شرف بادیہ پنپا پور
بال کے خوف سے سگریو یہاں تھا مستور — زیر فرمان تھے کروڑوں سے زیادہ لنگور

دیکھکر رام کو پابوس مہابیر ہوئے
داخل برج شرف اختر تقدیر ہوئے

روبرو رام کے جب نامہ اعمال ہوا — ہدف تیر اجل بال قوی بال ہوا
شاہ سگریو کے قبضے میں زر و مال ہوا — چودھویں رات کا چاند اختر اقبال ہوا

حسن خدمت سے مہابیر سرافراز ہوئے
فیض طاعت سے مشرف ہوئے ممتاز ہوئے

خدمت رام جو بجرنگ نے کی موزوں تھی — گئے سیتا کی خبر لینے تو لنکا پھونکی
فوج راون کی جو نکلی جو اچھی سے چھن کی — کر کے چھچھے سب کو ندی رن میں بہا دی خوں کی — فرزند راون

رام کے پاس سیا جی کی نشانی لائے
سیندھ کو پھاند کے پیغام زبانی لائے

دل بھبھیکھن کا ہوا بھائی سے جلکر کولا — رام سے ملکے سپھل کر لیا اپنا چولا
شہر لنکا پہ سری رام نے دھاوا بولا — قلزم شور کا پل باندھ کے رستہ کھولا

فوج پار اتری تو انگد گئے فہمائش کو
آگ میں جھونکا عدو نے مگر آسائش کو

اب لڑائی چھڑی رن سور چڑھی بار ہوئی — مورچہ بندھ گئی حملے ہوئے ہیسکار ہوئی

گرز پر گرز چلے تیروں کی بوچھاڑ ہوی — بارش آب دم خنجر خونخوار ہوی
چولیں ڈھیلی ہوئیں میدان میں لنکا بھر کی
جب ہوا رام کے لشکر نے لڑای سر کی

ایک دن تاک کے راون نے جو شکتی ماری — سری لچھمن کے لگا زخم ہوا غش طاری
رام کی آنکھ سے غم میں ہوے آنسو جاری — فوج تھی محو الم مائل آہ و زاری
اوٹھی بجرنگ سکھینا کو اسی دم لاے
بید کو لاے نہیں زخم کا مرہم لاے

بید کو لا کے سجیون بھی دم شب لاے — غرض غم کے لئے دارو مطالب لائے
سب کو حیرت تھی کہ آی گئے کب لاے — غرض اچھا ہوا بیمار دوا جب لائے
سر پہ منھ کلپ لتا پھول کا برسانے لگی
اندر سے لوک سے جے جے کی صدا آنے لگی

بھڑے شیر و نسے غرض بنی مہینہ تک شیر — لڑکے جی توڑ کے منھ جوڑ کے مردان دلیر
طبق خاک جو انو کے لہو سے ہوا سیر — جو زبردست تھے وہ رام لچھمن سے ہوے زیر
کمبھ کرن قتل ہوا سر پہ قیامت آی
جان دی رن میں جو میگھ ناد کی شامت آی

آخری جنگ میں شامت جو گھری راون کی — قسمت الٹی ہوی کوٹ گئی پھری راون کی
کر کری ہو گئی تلوار گری راون کی — رام کا تیر لگا لاش گری راون کی
اندر جی پھول کلپ برکش کے برسانے لگے
دیوگندھرب سری رام کا جس گانے لگے

شہر لنکا کی بھبیکھن نے حکومت پای — رام سیتا سے ملے فتح نے شہرت پای
سری بجرنگ کی سرافرازی خدمت پای — خیر مقدم کی اودھ والوں نے عزت پای
راج گدی ملی رگھنا بنے مہاراج ہوے
تاج پوشی ہوی سرتاج جو تھے سرتاج ہوے

رام لیلا میں یہی باتیں بشر دیکھتے ہیں — عزت مادر و توقیر پدر دیکھتے ہیں
عشق خاوند و زن نیک سیر دیکھتے ہیں — دوستی رفقا جنگ ظفر دیکھتے ہیں
رام لیلا سے افق نیک سبق ملتے ہیں
عقلمندوں کو مضامین اوق ملتے ہیں

رام لیلا میں نصیحت ہی نصیحت دیکھی
اس خزانہ میں نہاں مکت کی دولت دیکھی
بشن بھگوان کی ہر بات میں قدرت دیکھی
شکل سیتا کی سری رام کی صورت دیکھی
چشم باطن جو کھلے اور ہی جلوہ نظر آئے
دل کے آئینہ میں عکس رخ اصلی اتر آئے

باعث امن خلائق جو ہوئی نصرت رام
دست قدرت سے کئے خود جو سری بشن نے کام
جشن کرتے ہیں دسہرے کا مکانوں میں عوام
برت نوراتر کے رکھتے ہیں عقیدت سے مدام
اک نہ اک روز نئی دھوم مچی رہتی ہے
جا بجا شہروں میں شادی سی رچی رہتی ہے

معتقد دھرم کے دسمی کو قلم پوجتے ہیں
ناوک و خنجر و شمشیر و علم پوجتے ہیں
سیم و زر گوہر و دینار و درم پوجتے ہیں
رام سیتا کے عقیدت سے قدم پوجتے ہیں
سجتی ہے بزم خوشی جشن طرب ہوتا ہے
جو اجودھیا میں ہوا تھا وہی اب ہوتا ہے

یادگار ایسی کوئی عالم فانی میں نہیں
چرخ کے دورہ پیری و جوانی میں نہیں
کیسی تاریخ روایات زبانی میں نہیں
کسی افسانہ میں قصہ میں کہانی میں نہیں
ہند والوں کو فقط اسکا شرف حاصل ہے
دوسروں کو نہیں یہ فخر سلف حاصل ہے

تم اسے دیکھ کے ہر بھگت سپھل کرتے ہیں
عقدہ قدرت معبود کو حل کرتے ہیں
رام کے نیک خیالوں پہ عمل کرتے ہیں
چھل کرتے نہ کپٹ کرتے نہ چھل کرتے ہیں
لب منو رام رٹا کرتا ہے
وقت جھانکی کے تصور میں کٹا کرتا ہے

پھول گو باغ جہاں میں ہوں نہیں زر سے خالی
صدف قلزم قسمت ہوں گہر سے خالی
نخل بستان سخن ہوں گل تر سے خالی
سرو گلزار فصاحت ہوں ثمر سے خالی
فخر لیکن ہے کہ اک بندۂ رگھورائی ہوں
سری رگھناتھ کی لیلا کا تماشائی ہوں

تار دیتا ہے جب انسان کو پھل درشن کا
ایک طوطے کے پڑھانے سے تری جب گنکا
گج کو اک پھول سے جب غم نہ رہا دشمن کا
ہاتھ جب کر دیا شل چیر نے دو شاسن کا
پھر ہو کیا خاک غم و رنج و صعوبت مجھکو

رام مالک ہی نہیں خوف عقوبت مجھکو

بالما ایسونکو کیا کیا نہیں انعام ملے — صلۂ نظم انہیں کو بھی کچھ اے رام ملے
نیک نامی ملے دولت ملے آرام ملے — بھگت جی نونکو ملے راحت ایام ملے

بال بچونکو سبھا اپنی نچھاور دیدیں
صدقہ دکشنا سے کہو ہاتھ اٹھا کر دیدیں

ولایت میں رسوم سوز سسائٹی + ولایت میں گوشت خوری کم ہوتی جاتی ہے اور سبزی ترکاری کی شوقین ترقی پذیر ہیں دوسری ترقی اسمیں یہ ہے کہ مُردونکو بجای دفنانے کے جلایا جاتا ہے اسکے لئے لندن کے علاوہ دیگر بڑے بڑے شہروں میں بھی مرگھٹ بنے ہیں جہاں لاشونکو اسطرح جلاتے ہیں کہ ہوا میں فرق نہ آنے پاے پچھلے سال انگلستان میں ۱۰۰۳ مُردے جلائے گئے اور یہ سب نامی لوگوں کے تھے جو اپنی حیات میں ہی اسکی بابت وصیت کر چکے ہیں یہ تعداد بمقابلہ سنہ ۱۹۰۴ء ۱۸ اعشاریہ ۵ فیصدی زیادہ ہے۔ سنہ ہذا میں منچسٹر میں ۸۸ لاشیں جلای گئیں گلاسگو میں ۱۶ لیورپول میں ۴۰ ہیں + اخبار ٹروتھ کے مالک اور ممبر پارلیمنٹ مسٹر لبوشیر نے ایک مضمون مُردہ جلانے کی تائید میں شایع کیا اسمیں گاڑنے کے نقص اور جلانے کی فضیلت کو عملی طور پر واضح کیا ہے اور اخیر میں خود اپنی نسبت لکھا ہے کہ انکے مرنے پر انکی لاش کو دفنانا نہیں بلکہ جلا دینا چاہیئے اور فیصلہ کی آنکھوں کو وہ بخوشی محسوس کر رہے ہیں +

ایک یورپین عالم نے آلوؤں کی غذا کا امتحان کر کے قرار دیا ہے کہ طاقت اور ہاضمہ کے لئے بہترین آلو وہ ہے جو بھون کر کھایا جاوے۔ اسطرح آلوؤں کی تمام طاقت قایم رہتی ہے اور علاوہ ازیں زود ہضم ہوتا ہے لیکن ثقیل ترین آلو یہ ہے کہ اسکو روغن میں تل کر استعمال کریں۔ فی الحقیقت ہر ایک کے اپنے مزاج پر منحصر ہے لیکن تلنے یا ابالنے کی بجای بھون کر کھانے میں بہت فایدہ بتلایا گیا ہے۔ آلو بیں غذا کا مادہ معقول خیال کیا جاتا ہے۔ اناج کی بجاے پورا کام دینے کے قابل ہے +

کورکھیتر کے مقام تھانیسر پر سورج گرہن کا بڑا بھاری میلا ۱۱ نومبر کو ہونیوالا ہے اور پنجاب گورنمنٹ نے حکم دیا ہے کہ یہاں کے طاعون زدہ علاقوں سے کوی آدمی وہاں نجانے پاے چنانچہ اسی غرض سے ریلوے ٹکٹوں کی فروخت ۲۹ اکتوبر سے ۱۱ نومبر تک شہر جالندھر اور لدھیانہ سے اور انکے درمیانی تمام سٹیشنوں سے اور امرتسر پٹھانکوٹ کی شاخ ریلوے پر دینانگر اور چھینہ سے اور انکے درمیانی تمام سٹیشنوں سے حکماً بند کر دی گئی ہے۔ یہ احتیاط اعلے درجہ کی نیک نیتی سے مدنظر رکھی گئی ہے اور امید ہے کہ یہ کوشش وبای طاعون کے روکنے میں کارگر ہوگی +

قدردانی کی مبارکباد

یکم اکتوبر ۱۹۰۱ء کو ٹون ہال لاہور میں ایک نہایت دلچسپ رسم ادا کی گئی۔ رای صاحب منشی گلاب سنگھ
بانی کارخانہ مفید عام لاہور کے لایق و ہونہار فرزند ارجمند لالہ موہن لال صاحب کو گورنمنٹ عالیہ پنجاب
کیطرف سے ایک قیمتی تحفہ قابل قدر و قابل یادگار بصورت ایک طلای گھڑی کے ارسال ہوا
تھا۔ یہ روسا لاہور کی ایک چیدہ مجلس کے سامنے عالیجناب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے دست مبارک
سے عطا فرمایا۔ یہ عنایت ہائے عالیشان الوالعزمی کے صلہ میں گورنمنٹ عالیہ کی بارگاہ سے لالہ موہن لال صاحب کو
عطا کیا گیا ہے جو کہ کام شہر لاہور کے شمشان پر لوگوں کے نہانے کا عالیشان سامان بہم پہنچایا ہے جسکی کیفیت
افتتاح موقعہ خاص پر ہدیہ ناظرین کی گئی تھی اس عمارت سے اہل لاہور کو بڑا بھاری فایدہ ہوا۔ ماتم کو
موقعہ پر شمشان پر جانیوالے زن و مرد کو نہانے کی تکلیف ہوتی تھی وہ تکلیف آپکی الوالعزمی کی بدولت مبدل
بہ راحت ہو گئی اس عمارت کی قیمتی اور ضروری سامان پر دس ہزار روپیہ خرچ کیا گیا تھا۔ اور اس عمارت کو صاحب
ڈپٹی کمشنر بہادر نے ہی ایک عالیشان جلسہ کے سامنے افتتاح فرمایا تھا۔ اسکا نام لالہ صاحب ممدوح کی نیک
ہاد والدہ کے نام نامی سے منسوب کیا گیا تھا اس الوالعزمی اور رفاہ عام فیاضی کے صلہ میں گورنمنٹ عالیہ نے
ایک نہایت عمدہ قسم کی عالیشان طلای گھڑی قیمت ایکہزار روپیہ ارسال فرمای۔ اسی قابل قدر تحفہ کو صاحب
ڈپٹی کمشنر بہادر نے روسای لاہور کے بھرے جلسہ میں لالہ صاحب کو عطا فرمایا اور انکی الوالعزمی کی تعریف
میں آپنے منجانب گورنمنٹ پیش کرتے ہوے الفاظ فرمای۔ رادھا کشن کی بدولت لاہور کی ایک بڑی
بھاری ضرورت پوری کیگئی ہے۔ حاضرین جلسہ میں تو صاحبان رونق بخش تھے انمیں چند کے نام ذیل میں
درج کیے جاتے ہیں:- دیوان رام ناتھ بہادر۔ نواب [illegible] خان قزلباش۔ رای [illegible] بہادر۔ دیوان بھگوانداس
صاحب۔ لالہ [illegible] صاحب۔ ڈاکٹر محمد حسین خان بہادر۔ لالہ ملوک چند صاحب۔ خان بہادر فقیر سید قمرالدین
صاحب۔ رای [illegible] داس خان بہادر ڈاکٹر رحیم خان۔ خان بہادر ڈاکٹر امیر شاہ۔ لالہ ہرکشن داس صاحب۔ شیخ میران بخش صاحب
لالہ گنج بہاری تھاپر صاحب۔ قاضی غلام ربانی صاحب اور لالہ لال چند صاحب خلف الصدق رای صاحب منشی گلاب سنگھ خلد آشیان + اس
مبارک انعام و اعزاز کیلیے لالہ موہن لال صاحب اور انکے برادر عزیز لالہ لال چند صاحب جتنا فخر کریں بجا ہے + رای بہادر گنگا رام صاحب نے
دونوں بھائیوں کی قابل قدر الوالعزمی اور فیاضی کی تعریف کی کہ جو روپیہ رادھا کشن پر صرف کیا اس سے بہتر کام پر خرچ نہ ہو سکتا تھا +
خان بہادر ڈاکٹر رحیم خان صاحب نے بھی خاص مبارکباد دی کہ دونوں بھائی اپنے بزرگوار والد بزرگوار کے نقش قدم پر چلتے ہیں + مسٹر تھاپر صاحب
نے فرمایا کہ اس عمدہ عمارت کا نقشہ مرتب کرنیمیں تو بہادر لالہ گنگا رام صاحب [illegible] لی اور اس مبارک عمارت کی خوبصورتی کا
فخر رای صاحب بہادر کا حق ہے + اسیطرح تمام حاضرین نے لالہ موہن لال صاحب اور لالہ لال چند صاحب کے اعلی درجہ کے نیک کام کی تعریف فرمای
اور اس سرکاری اکرام کیواسطے انکو صدق دل سے مبارکباد دی + لالہ موہن لال صاحب نے مختصر تقریر میں گورنمنٹ عالیہ کی عالیشان